بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ضمیمجات پارۂ ہشتم

ضمیمہ نوٹ نمبر ۱ متعلق صفحہ ۲۳۹

اس کے لئے ملاحظہ کیجئے قرآن مجید مترجم کا صفحہ ۳۶۶ مع نوٹ ہائے متعلقہ۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۲ متعلق صفحہ ۲۴۴

کافی میں ہے کہ سفیانِ ثوری نے جناب امام جعفر صادقؑ کو قیمتی اور عمدہ کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا کہ میں ان پر جا کر حجت قائم کرتا ہوں اور ان کو سخت تنبیہ کرتا ہوں۔ قریب آکے بولا کہ یا ابن رسول اللہ! جناب رسول خدا نے تو کبھی ایسے کپڑے نہیں پہنے اور نہ جناب علی مرتضے علیہ السلام نے پہنے۔ اور نہ آپ کے آباؤ اجداد میں سے اور کسی نے پہنے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ جناب رسولِ خدا عسرت کے زمانہ میں تھے اور ایسے ہی عسرت کے زمانے میں ہمارے اور بزرگ بھی رہے اور اس کے بعد دنیا نے ادھر رُخ کیا تو جو اس میں ابرار ہیں وہ اس سے نفع اٹھانے کے زیادہ مستحق ہیں پھر حضرتؑ نے آیہ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ۔ (دیکھو صفحہ ۲۴۴ سطر ۱) پس اللہ تعالےٰ نے جو کچھ عطا فرمایا ہے ہم اس کے لینے کے زیادہ مستحق ہیں مگر اے ثوری یہ جو اوپر کے کپڑے تو دیکھتا ہے یہ تو میں نے لوگوں کے دکھلانے کے لئے پہنے ہیں۔ پھر سفیان کا ہاتھ اپنی طرف کھینچا۔ اور اوپر کا کپڑا اٹھا کر نیچے والا نکالا تو جسم مبارک سے جو ملا ہوا تھا وہ ویسا ہی موٹا تھا (جیسا کہ حضرتؑ کے بزرگ پہنا کرتے تھے) پھر فرمایا دیکھ! یہ تو میں اپنے نفس کے لئے پہنتا ہوں اور وہ جو تو نے دیکھا وہ لوگوں کے دکھانے کے لئے۔ اس کے بعد سفیانؔ کا اوپر والا کپڑا کھینچ لیا جو بہت ہی موٹا اور کھُر کھُرا تھا تو اندر سے ایسا کپڑا نکلا جو بہت ہی نفیس اور نرم تھا۔ فرمایا کہ تو نے یہ اوپر کا لباس تو لوگوں کے دکھانے کو پہن رکھا ہے اور اندر کا اپنے نفس کو خوش کرنے کے لئے۔ نیز منقول ہے کہ وہ حضرتؑ اپنے کسی صحابی پر سہارا دئے ہوئے جا رہے تھے اور آپ شہر مروؔ کے بُنے ہوئے نفیس کپڑے پہنے ہوئے تھے کہ عبّاد ابن کثیر سے ملاقات ہوئی۔ اس نے عرض کی یا حضرتؑ! آپ تو اہلبیتِ نبوت سے ہیں اور آپ کے والد ماجد ایسے اور ایسے تھے اور آپ کے جدِ امجد ایسے اور ایسے تھے پھر یہ کیا بات ہے کہ آپ ایسے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اگر ان سے گھٹیا کپڑے آپ پہنتے تو موزوں ہوتا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اے عبّاد! وائے ہو تجھ پر مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ۔ (دیکھو صفحہ ۲۴۴ سطر ۱) پھر فرمایا کہ خدائے عزّ وجل جب کسی بندے کو کوئی نعمت عطا فرماتا ہے تو اِس بات کو بھی دوست رکھتا ہے کہ اس نعمت کا اثر اس بندے پر دیکھے تو ان کپڑوں کے پہننے میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ اے عبّاد! وائے ہو تجھ پر میں جناب رسولِ خدا کا لختِ جگر ہوں۔ بس

مجھے ایذا مت دے (یہ فرمانے کی ضرورت اس وجہ سے پیش آئی کہ) اُس وقت عُباد خود روئی کے دوہرے دوہرے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ نیز یہ بھی منقول ہے کہ کسی نے اُن حضرت سے یہ عرض کی کہ خدا حضور کا بھلا کرے آپ ذکر فرمایا کرتے ہیں کہ حضرت علی ابنِ ابیطالب علیہ السلام موٹے جھوٹے کپڑے پہنا کرتے تھے۔ کُرتا ایسا پہنتے تھے جو چار درم کو آتا تھا یا اُسی کے قریب قریب اور آپ کو ہم عمدہ لباس پہنے ہوئے دیکھتے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت علی ابنِ ابیطالب علیہ السلام وہ لباس اُس زمانہ میں پہنتے تھے جبکہ وہ لباس حقارت کی نظر سے نہ دیکھا جاتا تھا اور اگر وہ لباس وہ حضرت آجکل پہنتے تو مطعون ہو جاتے پس ہر زمانہ میں جو لباس اہلِ زمانہ میں رائج ہو اس کو اختیار کرو۔ ہاں اس حکم سے قائم آلِ محمد صلوات اللہ علیہ مستثنےٰ ہیں کس لئے کہ جب وہ حضرت تشریف لائیں گے جناب امیر المومنین علیہ السلام کا لباس بھی پہنیں گے اور اُن حضرتؑ کی سیرت بھی اختیار کرینگے۔

قول مترجم۔ ایک اور روایت میں خود جناب امیر المومنین علیہ السلام سے اس بات کی وجہ منقول ہے کہ وہ حضرت موٹا جھوٹا کیوں کھاتے اور پہنتے تھے۔ وجہ یہ کہ خداوند عالم نے ائمہ علیہم السلام پر عدل کو واجب کیا تھا کہ اپنی ذات کو محتاج سے محتاج آدمی کے برابر کر دکھائیں تاکہ فقیر کو اُس کا فقر ناگوار نہ گزرے اور غنی کو اپنی غنا پر گھمنڈ نہ ہو۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۳ متعلق صفحہ ۲۴۴

کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے روئے زمین کے دریاؤں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا جو کچھ ان میں سے پی لیا گیا وہ ہمارا ہے اور جو ہمارا ہے وہ ہمارے شیعوں کا ہے اور ہمارے دشمنوں کا اس میں کوئی حصہ نہیں یہ اور بات ہے کہ انہوں نے کچھ غصب کر لیا۔ رہے ہمارے دوست وہ اس کے اور اس کے مابین یعنی آسمان و زمین کے مابین ہماری طرف سے بحل کئے ہوئے ہیں۔ (یعنی یہ جو چیزیں ہمارے حق کی اپنے استعمال میں لائیں۔ ان کے متعلق ہماری ولایت کے سبب کوئی بازپرس نہ ہو گی) پھر یہ آیت تلاوت فرمائی قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ (دیکھو صفحہ ۲۴۴ سطر ۳) پھر فرمایا کہ قیامت کے دن وہ سب کچھ مومنوں کو ہی ملجائیگا جو کفار و منافقین و مخالفین نے اُن سے غصب کر لیا تھا اور وہاں کوئی غصب نہ کر سکیگا۔ امالی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ اے بندگانِ خدا یہ سمجھ لو کہ متقی لوگوں کو فوری نفع بھی حاصل ہوگا اور آئندہ کا بھی یعنی وہ اہلِ دنیا کی دنیا میں تو شریک ہیں اور اہلِ دنیا ان کی عقبےٰ میں اُن کے شریک نہونگے۔ دنیا میں اللہ نے اُن کے لئے وہ مباح فرمایا ہے جو ان کے لئے کافی ہوگا اور اُن کو بے پروا کر دیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ الخ (دیکھو صفحہ ۲۴۴ سطر ۱) پس وہ دنیا میں اچھے سے اچھے گھروں میں رہے جن میں دنیا رکھ سکتی تھی اور انہوں نے دنیا میں اچھے سے اچھا کھایا جو وہ کھلا سکتی تھی۔ اہلِ دنیا کے ساتھ وہ اُن کی دنیا میں شریک رہے۔ کھانے کی پاک چیزوں میں سے جو وہ کھاتے ہیں یہ بھی اُن کے ساتھ کھاتے رہے اور پینے کی پاک چیزوں میں سے

جو کچھ وہ پیتے ہیں یہ بھی پیتے رہے اور اچھے سے اچھے کپڑے جیسے وہ پہنتے ہیں یہ بھی پہنتے رہے۔ اور اچھے سے اچھے مکان جن میں وہ رہتے ہیں یہ بھی اُنہی میں رہتے رہے اور عمدہ سے عمدہ ازواج جیسی اُن کو میسّر ہیں یہ بھی ویسی ہی کرتے رہے اور اچھی سے اچھی سواریاں جن پر وہ سوار ہوتے تھے یہ بھی سوار ہوتے رہے غرض دنیا کی لذّت تو اہلِ دنیا کے ساتھ اُٹھائی اور کل قیامت کے دن خدا تعالےٰ کے مہمان ہونگے کہ جو تمنّا اس سے کرینگے وہ اُن کو عطا فرمائیگا اور اُن کی کسی دعا کو ردّ نہ کریگا اور نہ اُن کی لذّت کا کوئی حصّہ کم کریگا۔ پس اے بندگانِ خدا جس شخص میں عقل ہے وہ تو ایسی ہی حالت کا مشتاق ہوگا۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۴ متعلق صفحہ ۲۴۴

کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اَلْفَوَاحِشَ کی تفصیل میں جو خداوندِ عالم فرماتا ہے مَاظَهَرَ مِنْهَا اس سے مراد ہے ایسا زنا جو اعلان کے ساتھ کیا جاتے اور دوسرے زمانۂ جاہلیت میں بدکار عورتیں اپنے گھروں پر جھنڈے نصب کرلیا کرتی تھیں (یا جیسے ہندوستان میں کوٹھوں پر بیٹھ جاتی ہیں) اور یہ جو خداوند عالم نے فرمایا ہے وَمَا بَطَنَ اس سے مراد ہے باپ کی ازواج سے نکاح اس لئے کہ بعثتِ جناب رسُول خدا سے پہلے مرد جیسے اپنے باپ کے مال کا مالک ہوتا تھا ایسے ہی اُس کی ازواج کا بھی مالک ہوتا تھا سوائے اُس کے جس کے بطن سے پیدا ہوا ہو مگر اللہ تعالےٰ نے اس فعل کو حرام قرار فرمادیا ہے آگے فرمایا وَالْاِثْمَ اس سے مراد ہے خمر کہ اللہ تعالےٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا ہے يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ (دیکھو صفحہ ۵۲ سطر ۶) پس کتابِ خدا میں اَلْاِثْمَ سے مراد خمر و میسر ہے اور تفسیر عیاشی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ اَلْمَيْسِرِ سے مراد ہے نرد یعنی جوئے کا سامان اور شطرنج اور چوسر وغیرہ۔ اور آگے فرمایا اَلْبَغْيَ سے مراد ہے چھپا کے زنا کرنا۔ صاحبِ تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ اکثر اَلْفَوَاحِشَ سے ایسے گناہ مراد لئے جاتے ہیں جنکی قباحت بڑھی ہوئی ہو خواہ وہ ظاہر ہوں خواہ خُفیہ اور عام طور سے اَلْاِثْمَ کا لفظ ہر گناہ کے لئے بھی آیا ہے اور اَلْبَغْيَ کا مطلب ظلم اور تکبّر بھی ہے کہ اُس صورت میں لفظِ بِغَيْرِ الْحَقِّ سے اُسکی تائید ہوتی ہے اور مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا سے مراد تحکّم یعنی جبرًا ایک بات کو منوانا ؛ ورمنوانا کیونکہ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ خداوندِ عالم اِس بات کی کوئی دلیل نازل کرے کہ اُس کے غیر کو اُس کا شریک کیا جائے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قرآن مجید کے لئے ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے پس جو کچھ خداوندِ عالم نے قرآن مجید میں حرام قرار دیا ہے یا اُس سے باز رہنے کو فرمایا ہے وہ تو ظاہر ہے اور باطن اُس کا ائمّہ جور ہیں۔ اور اسی طرح جن جن چیزوں کو خداوندِ عالم نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیا ہے یا اُن کی پیروی کرنیکا حکم دیا ہے۔ وہ تو ظاہر ہیں اور باطن اُن کا ائمّہ حق ہیں اور اِس بات سے منع کیا ہے کہ تم خدا کے برخلاف وہ کچھ نہ کہو جو کچھ تم نہ جانتے ہو یعنی اپنی طرف سے بات نہ بناؤ اور افترا نہ کرو۔ نیز کافی اور خصال میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ دو عادتوں سے بچتے رہو کیونکہ جو ہلاک ہوا وہ اِنہی دو باتوں کے

سبب سے ہلاک ہوا۔ ایک تو لوگوں کو اپنی رائے سے فتوے دینا۔ اور دوسرے جو نہ جانتے ہو اس کے بموجب فیصلہ کرنا۔ اور دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک تو دینِ خدا میں باطل کو مذہب قرار دینا دوسرے جو کچھ تم نہ جانتے ہو اُس کے بموجب لوگوں کو فتوے دینا۔ نیز اُسی کتاب میں اور التوحید میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ کسی نے آنحضرتؑ سے دریافت کیا تھا کہ بندوں پر اللہ کی حجت کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ جو جانتے ہوں وہ کہیں اور جو نہ جانتے ہوں اُس میں خاموش رہیں۔ مَن لا یحضرہ الفقیہ میں جناب امیر المومنین علیہ السلام کی وہ وصیت منقول ہے جو آپ نے اپنے صاحبزادہ محمد ابن حنفیہ کو فرمائی اُس میں ایک بات یہ بھی تھی کہ بیٹا جو کچھ تم نہ جانتے ہو وہ نہ کہو بلکہ جتنا جانتے ہو وہ بھی سب نہ کہو۔ العیون میں بروایت جناب امیر المومنین جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ جو شخص بغیر علم کے لوگوں کو فتوے دے کُل آسمانوں کے اور زمین کے فرشتے اُس پر لعنت کرتے ہیں۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۲ متعلق صفحہ ۲۵۵

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا نے حضرت جبرئیلؑ سے دریافت کیا کہ قوم حضرت صالح علیہ السلام کس طرح ہلاک ہوئی اُنھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ حضرت صالحؑ اپنی قوم کی طرف سولہ برس کی عمر میں نبی بنا کر بھیجے گئے تھے اور وہ اتنی مُدت اُن میں رہے کہ ایک سو بیس برس کے ہو گئے مگر اُنھوں نے ان کی ایک بات بھی نہ مانی اور اُن لوگوں کے ستر بُت تھے جن کی وہ پرستش کیا کرتے تھے۔ جب نوبت یہانتک پہنچ چکی تو حضرت صالحؑ نے فرمایا کہ لوگو! مجھے تم میں ایک سو چار برس گزر گئے۔ اب میں تمہارے سامنے دو باتیں پیش کرتا ہوں یا تو تم یہ منظور کرو کہ مجھ سے جو چیز جی چاہے مانگو میں اپنے خدا سے اُس کا سوال کرونگا اور وہ فوراً تم کو عطا کریگا اور یا یہ منظور کرو کہ میں تمہارے خداؤں سے کچھ مانگوں اگر اُنھوں نے میری وہ بات پوری کردی تو پھر میں تمہارے پاس سے چلا جاؤں گا اس لئے کہ میں تم سے اُکتا گیا ہوں اور تم مجھ سے اُکتا گئے ہو اُنھوں نے کہا کہ اے صالح! یہ بات تو انصاف کی ہے چنانچہ ایک دن مقرر کیا گیا جس میں وہ بتوں کو اپنی پیٹھ پر لاد کر نکلے اور کھانے پینے کی چیزیں تیار کیں اور کھا پی کے جب فارغ ہوئے تو انھوں نے کہا کہ لو صالحؑ! اب تم ان سے مانگو۔ صالحؑ علیہ السلام نے اُن میں سے بڑے کا نام پوچھا۔ اُن لوگوں نے نام بتایا تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اے فلاں فلاں میری فلاں حاجت پوری کر جب کچھ جواب نہ ملا تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے تو کچھ جواب نہیں ملتا اُنھوں نے کہا کیا حرج ہے؟ آپ دوسرے سے مانگئے چنانچہ اُنھوں نے نام لے لیکے سلسلہ وار سب سے مانگا اور کچھ جواب نہ پایا تب تو وہ لوگ اپنے بتوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ تم کو ہو کیا گیا ہے کہ تم صالحؑ کی دعا قبول نہیں کرتے۔ اس کا بھی کچھ جواب نہ ملا۔ تب اُنھوں نے کہا کہ آپ ایک ساعت کے لئے یہاں سے علیحدہ ہو جائیں اور ہم کو اور ہمارے خداؤں کو چھوڑ دیں پھر تو وہاں سے اُنھوں نے فرش بھی اٹھا ڈالے اور اپنے کپڑے بھی اُتار ڈالے اور خاک پر اُن کے

سامنے لوٹنے لگے اور اپنے سروں پر خاک ڈالنے لگے اور اپنے بتوں سے یہ کہا کہ اگر آج تم نے صالحؑ کی بات پوری نہ کی تو ہم ذلیل ہو جائیں گے۔ پھر صالح علیہ السلام کو بلایا اور کہا کہ اے صالحؑ اب اِن سے دعا کرو۔ چنانچہ دعا کی مگر نتیجہ کچھ نہ نِکلا۔ اب حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگو! دن کا بڑا حصّہ تو جاتا رہا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے خدا میری ایک بات کا بھی جواب نہیں دیتے اب تم اگر مجھ سے کہو تو میں اپنے خدا سے دعا مانگوں جو فوراً میری بات کا جواب دے گا۔ چنانچہ اُن میں سے جو بزرگ اور شریف تھے اُن میں سے ستّر آدمی آمادہ ہوگئے اور اُنہوں نے کہا کہ اے صالحؑ ہم تم سے سوال کریں گے اگر تمہارے پروردگار نے ہماری بات قبول کرلی تو ہم بھی تمہاری پیروی کریں گے اور ہماری بستی کے کل رہنے والے بھی تمہاری پیروی کرینگے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا اچھا اب جو تمہارا جی چاہے مانگو۔ اُنہوں نے کہا۔ آپ اس پہاڑ تک ہمارے ساتھ چلئے۔ پہاڑ قریب ہی تھا حضرت صالح علیہ السلام اُنکے ساتھ گئے۔ جیسے ہی پہاڑ پر پہنچے اُنہوں نے کہا اے صالحؑ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ اسی وقت اس پہاڑ سے ہمارے لئے ایک اونٹنی خالص سُرخ رنگ کی بڑے بڑے بالوں والی دس مہینے کی حاملہ ایسی نکلے کہ اُس کے دونوں پہلوؤں کی چوڑائی ایک میل ہو۔ صالح علیہ السلام نے فرمایا تم نے مجھ سے ایسی چیز مانگی ہے جو میرے لئے تو مشکل ہے مگر میرے خدا کے نزدیک آسان ہے چنانچہ حضرت نے دعا کی اور وہ پہاڑ اس زور سے پھٹا کہ قریب تھا یہ لوگ اُس کے صدمہ کی آواز سُنکر دیوانے ہو جائیں پھر اُس میں اس طرح کا زلزلہ پیدا ہوا جیسے عورت کی حالت ہوتی ہے جبکہ اُس کو دردِ زہ عارض ہو اور تھوڑی دیر میں جہاں سے پہاڑ شق ہُوا تھا وہاں سے اونٹنی کا سر نکلا پھر گردن نکلی پھر سارا جسم نکلا پھر وہ زمین پر پوری کھڑی ہوگئی۔ جب یہ دیکھا تو کہنے لگے کہ اے صالحؑ! تمہارے خدا نے تو تمہاری دعا بہت جلد قبول کرلی۔ اب اُس سے یہ دعا بھی کرو کہ بچّہ بھی جلدی سے پیدا کردے۔ حضرتؑ نے دعا کی بچّہ بھی اُس نے جن دیا اور وہ بچّہ اُس کے آس پاس پھرنے لگا۔ اُن لوگوں سے پوچھا کہ اب کچھ اور باقی ہے؟ اُنہوں نے کہا اب آپ ہمارے ساتھ ہماری قوم کے پاس چلئے تاکہ ہم نے جو کچھ دیکھا ہے اُس سے اپنی قوم کو اطلاع دیں اور وہ سب آپ پر ایمان لے آئیں۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ لوٹے تو ستّر کے ستّر اُن کے پاس نہیں پہنچے۔ اُن میں سے چونسٹھ مرتد ہوگئے اور اُنہوں نے یہ کہا کہ یہ جھوٹ ہے اور جادو ہے۔ اور مجمع کے پاس پہنچکر چھ نے حق کہا۔ مجمع نے بھی باقی کے ساتھ یہی کہا کہ جھوٹ ہے اور جادو ہے اور اسی پر سب قائم رہے۔ پھر اُن چھ میں سے بھی ایک نے شک کیا اور وہ اُن لوگوں میں داخل ہوگیا جنہوں نے اس اُونٹنی کی کوچیں کاٹ ڈالیں۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ میں نے اپنے دوستوں میں سے ایک شخص سے جس کا نام سعید ابنِ یزید تھا جنابِ امام علیہ السلام کی یہ حدیث بیان کی تو اُس نے مجھ سے کہا کہ میں نے شام کے ملک میں بچشمِ خود وہ پہاڑ دیکھا ہے جس سے یہ اونٹنی نکلی تھی اور اُس کے دونوں پہلوؤں کا اثر اس شان سے موجود ہے کہ پہاڑ جو پھٹا ہے اُسکے دونوں حصّوں کے درمیان کا فاصلہ ٹھیک ایک میل اب بھی موجود ہے۔

قول مترجم۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام والی روائیت تو ختم ہوگئی۔ ہم اس قصہ کا بقیہ کتابِ کافی سے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت سے نقل کرتے ہیں۔

جب اُن لوگوں کی حسبِ استدعاء یہ اُونٹنی پیدا ہوگئی تو خدا تعالےٰ نے وحی فرمائی۔ کہ اے صالحؑ! ان لوگوں سے کہدو کہ جو چشمہ اِن کے پانی پینے کا ہے اُس کا ایک دن کا پانی خدا نے اس اونٹنی کے لئے مقرر فرما دیا ہے اور ایک دن کا تم لوگوں کے لئے۔ پس جو دن اونٹنی کے پانی پینے کا ہوتا اُس دن وہ چشمہ کا سارا پانی پی جاتی اور یہ لوگ اس کا دُودھ دوہ لیتے اور ان کا چھوٹا بڑا کوئی ایسا باقی نہ رہتا کہ جو اُس کا دُودھ نہ پیتا اور دوسرے دن کا پانی یہ لوگ پیتے اُس دن اونٹنی کچھ نہ پیتی مدّت تک یہی عملدرآمد رہا پھر اُن لوگوں نے خدا تعالےٰ کے برخلاف سرکشی اختیار کی ایک دوسرے کے پاس آنے جانے لگے اور یہ مشورہ کرنے لگے کہ اس اونٹنی کی کوچیں کاٹ ڈالو ہم کسی طرح راضی نہیں ہیں کہ ایک دن کا پانی یہ پئے اور ایک دن کا پانی ہم پئیں اُنہوں نے کہا وہ کون ہے جو اُس کے قتل پر آمادہ ہو ہم اُس کی مرضی کے موافق اُسے انعام دینے کو تیار ہیں؟ تو ایک شخص ولدالزنا سُرخ رنگ کبود چشم جس کے باپ کا پتہ نہ تھا جس کا نام قدار تھا جو سب سے بڑھکے شقی اور اُس قوم میں سب سے زیادہ منحوس تھا آمادہ ہوا اور انہوں نے اس کے لئے انعام مقرر کیا تو جب وہ اونٹنی پانی کی طرف گئی اُس وقت تو کچھ نہ کہا یہاں تک کہ پانی پی کر وہ لوٹی یہ شخص اُس کے راستے میں گھات میں بیٹھ گیا۔ اپنی تلوار سے پہلے ایک ضربت لگائی اُس کا کچھ اثر نہ ہُوا پھر دوسری ضربت لگائی وہ کاری لگی اونٹنی اپنے پہلو کے بل زمین پر گری اور اُس کا بچہ بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور آسمان کی طرف رُخ کرکے تین مرتبہ چیخا اور قوم صالحؑ سب کی سب آئی اور اُس اونٹنی کے ضربتیں لگائیں۔ کوئی بھی باقی نہ رہا جس نے ضربت نہ لگائی ہو اور سب نے اُس کا گوشت آپس میں بانٹ لیا اور چھوٹے بڑے سب نے کھا لیا۔ صالح علیہ السلام نے جب یہ دیکھا تو اُن سے فرمایا کہ اَے قوم! تم نے یہ کیا کیا؟ کس چیز نے تم کو اپنے پروردگار کی نافرمانی پر آمادہ کیا؟ اُس وقت خدا تعالےٰ نے صالح علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ تمہاری قوم نے بغاوت کی سرکشی کی اور اُس اونٹنی کو مارا جس کو میں نے اُن پر حجت قائم کرنے کو بھیجا تھا اُس سے اُن کو ضرر نہ پہنچا تھا بلکہ بہت بڑا منافع پہنچتا تھا۔ اب اُن سے کہدو کہ میں تین دن میں اُن پر عذاب بھیجنے والا ہوں۔ اگر یہ توبہ کریں اور رجوع کریں تو میں اُن کی توبہ قبول کرلونگا اور اُس عذاب کو اُن سے روکوں گا۔ اور اگر اُنہوں نے توبہ نہ کی اور حق کی طرف رجوع نہ کی تو میں تیسرے دن اُن پر عذاب بھیج دوں گا۔ صالح علیہ السلام نے آکر اُن سے فرمایا کہ اے میری قوم! میں تم سب کی طرف تمہارے پروردگار کا رسول ہو کر آیا ہوں اور وہ تم سے یہ فرماتا ہے کہ اگر تم نے توبہ کی اور حق کی طرف رجوع کی اور مغفرت مانگ لی تو میں تم کو بخش دونگا۔ اور تمہاری توبہ قبول کرلونگا بصورت دیگر تین دن میں اپنا عذاب نازل کرونگا۔ حضرت صالح علیہ السلام کا اُن سے یہ فرمانا تھا کہ اُن کی سرکشی اور خیانت اور بڑھ گئی اور اُنہوں نے یہ کہا۔ يَٰصَٰلِحُ ٱئْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ إِن كُنتَ مِنَ ٱلْمُرْسَلِينَ

(دیکھو صفحہ ۲۵۲ سطر ۸) حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا لوگو! کل صبح کو تمہارے مُنہ زرد ہو جائیں گے پرسوں سُرخ اور اُس سے اگلے دن سیاہ۔ چنانچہ عذاب کا پہلا دن ہوا تو اُن کے مُنہ زرد ہو گئے ایک دوسرے کے پاس آئے گئے اور کہنے لگے کہ دیکھو صالحؑ نے جیسا کہا تھا ہوا تو ویسا ہی۔ مگر سرکش بولے کہ ہم تو صالحؑ کی بات نہ سُنیں گے اور اس کا کہنا نہ مانیں گے خواہ کتنی ہی اچھی بات کیوں نہ ہو۔ دُوسرا دن ہوا تو اُن کے چہرے سُرخ ہو گئے پھر ایک دوسرے کے پاس آئے گئے اور کہا کہ لوگو! دیکھو صالحؑ نے جو کچھ کہا تھا وہی ہوتا جاتا ہے۔ سرکش لوگ بولے کہ اگر ہم سب مر بھی جائیں گے تو بھی صالحؑ کی بات نہ سُنینگے اور نہ اپنے خداؤں کو چھوڑیں گے جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے چلے آتے ہیں۔ بہرحال نہ اُنہوں نے توبہ کی اور نہ حق کی طرف رجوع کی۔ تیسرا دن ہوا تو اُن کے چہرے سیاہ ہو گئے۔ پھر ایک دوسرے کے پاس آئے گئے اور کہا کہ دیکھو صالحؑ نے جو کچھ کہا تھا سب پورا ہُوا (اب عذاب ہی آنا باقی ہے) اُن میں سرکش بولے کہ صالحؑ کی باتوں کا ذکر ہی نہ کرو دن تو گزر گیا رات جب آدھی آئی تو جبرئیل علیہ السلام نے آکر ایک چیخ ماری جس سے اُن کے کانوں کے پردے پھٹ گئے۔ جگر شق ہو گئے اور دل پارہ پارہ ہو گئے۔ یہ تین دن جو گزرے تھے اس میں وہ لوگ اپنا انتظام اور اہتمام کرتے رہتے تھے اور وہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ عذاب اُن پر آنے والا ہے جب عذاب آیا تو ایک پلک جھپکنے میں چھوٹے بڑے سب مر گئے اور اُن کا کوئی پرندہ اور چرندہ بھی باقی نہ رہا کہ اللہ نے اُس کو ہلاک نہ کر دیا ہو۔ چنانچہ وہ اپنے گھروں میں اور بستروں میں مرے کے مرے رہ گئے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اسی چیخ کے ساتھ اُن پر آسمان سے ایک آگ بھی بھیجی جس نے اُن کو جلا کر راکھ کر دیا ✦

تمام شد ضمیمجات پارۂ ہشتم